Date of Publication: 02-02-204
PRICE Rs. 2/-
POSTED ON 03-04 Feb. 2014
R.N.I No. 2186/57
POSTAL REGN. NO. DL (C) -01/1195/2012-14
Licensed to Post Without Prepayment U (C)160/2012-14

HAMARI ZABAN (WEEKLY)
هفت روزہ
ہماری زبان
انجمن ترقی اردو (ہند) نئی دہلی

8-14 February 2014 | ۸ تا ۱۴ فروری ۲۰۱۴ء
Issue: 6, Vol.: 73 | شمارہ نمبر: ۶، جلد نمبر: ۷۳

پدم شری مجتبیٰ حسین اردو طنز و مزاح کی مملکت کا ایک بڑا نام ہے۔ انھوں نے اپنے متعدد مضامین میں مثلاً 'جانا ہمارا کٹک اور پانا خطاب بابیہ رتن کا'، 'اڑیا اور ہم لوگوں کے درمیان' (اڑیسہ میں دو دن) کے علاوہ کئی انٹرویو میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انھیں اڑیا زبان کی تنظیم 'سرس ساہتیہ سمیتی' کی جانب سے اس وقت 'بابیہ رتن' کے خطاب سے نوازا گیا جب کہ ان کو اردو والوں کی جانب سے کوئی اعزاز نہیں ملا تھا۔ یہ ۱۹۸۰ء کی بات ہے۔ کٹک میں موصوف کا قیام دو دن تک رہا۔ پہلے دن 'بزم سخن' نے ناری سیوا سدن میں ایک جشن ظرافت کا اہتمام کیا تھا جس کے مہمان خصوصی اڑیا کے مشہور مزاح نگار جناب فتورانند تھے اور اس کے صدر تھے مجتبیٰ حسین۔ اس مشاعرے میں جن شعراء نے محفل شعر و سخن کو زعفران زار بنا دیا تھا ان میں نریندر لوتھر، مسلم اللہ بیباک، اسرار جامعی، جوہر سیوانی، پاگل عادل آبادی، ناظم انصاری، بیدل سلطان پوری، گرہ حیدرآبادی، ونوس حیدرآبادی، خالد رحیم اور اسماعیل آذر وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دوسرے دن شری رام چندر بھون، کٹک میں پروفیسر شری رام چندر داس کے زیر صدارت 'سرس ساہتیہ سمیتی' کی جانب سے پروفیسر گنگا بہاری داس نے مجتبیٰ حسین صاحب کو 'بابیہ رتن' کے خطاب سے نوازا۔ اس تقریب کے بعد مجتبیٰ حسین کے اردو مضمون پر مبنی ایک اڑیا ڈراما بھی پیش کیا گیا جسے فتورانند نے ڈرامائی روپ دیا تھا۔ اس ڈرامے کے بارے میں مجتبیٰ حسین لکھتے ہیں: "ہر جملے پر محفل میں قہقہے بلند ہو رہے تھے جیسے ان قہقہوں سے ہمارا کوئی رشتہ نہ ہو۔ ہم جانتے تھے کہ ان قہقہوں پر ہمارا حق بھی ہے، لیکن اب یہ حقیقت دوسری زبان والوں کے لیے واقف ہو چکے تھے۔" مجتبیٰ حسین کو 'پرجا تنتر پرچار سمیتی' کٹک کے چیئرمین بھرتری مہتاب کی دعوت پر 'وشو ملن' کی تقریب میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کرنے کی غرض سے پھر ایک بار کٹک آنا پڑا۔ یہ موصوف کے لیے کوئی معمولی اعزاز نہیں تھا کیوں کہ ان سے قبل ڈاکٹر سنیتی کمار چٹرجی، ڈاکٹر ہمایوں کبیر، ایکے، وکر اور امریتا پریتم جیسی ہستیوں نے ایسی کانفرنسوں میں شرکت کی تھی۔ یہ سب جو کچھ ہوا اس کے پس پردہ صرف ایک شخص کی مساعی جمیلہ کو دخل تھا۔ اس شخص کا اسم گرامی تھا اسماعیل آذر۔

اسماعیل آذر — چند یادیں، چند باتیں

پروفیسر کرامت علی کرامت (رحمت علی بلڈنگ، دیوان بازار، کٹک 753001، اڑیسہ)

موصوف کا اصل نام اسماعیل خاں تھا۔ آذر تخلص کرتے تھے۔ ان کا آبائی مکان پٹھان ٹولی کٹک اڑیسہ تھا جہاں انھوں نے ۱۹۴۲ء میں اس عالم بے ثبات میں آنکھیں کھولیں۔ سعید تیموری کٹک سے میٹرک اور راونشا کالج (موجودہ راونشا یونیورسٹی) سے فارسی میں آنرز کرنے کے بعد دلی سے Archives Keeping کا ڈپلوما حاصل کیا۔ اڑیسہ اسٹیٹ آرکائیوز میں آرکیوسٹ کے عہدے پر مامور ہوئے۔ کٹک کے دوران قیام پٹھان ٹولی کے جس مکان میں مظہر امام کرائے میں رہتے تھے اس کے سامنے والی پتلی گلی کے آخری سرے پر آذر کا مکان واقع تھا۔ اس زمانے میں اسماعیل آذر اسکول کے طالب علم رہے ہوں گے۔ ممکن ہے 'بزم سخن' اور 'بزم ادب' کے ماہانہ مشاعروں میں بھی بہ حیثیت سامع شریک ہوتے ہوں، لیکن شاید مظہر امام سے براہ راست استفادہ کرنے کا انھیں موقع نہیں ملا۔ آگے چل کر جب وہ شعر گوئی کی طرف مائل ہوئے تو سید حرمت الاکرام صاحب سے اصلاح لینی شروع کی۔ حرمت صاحب سے زبان و فن کے تمام اہم نکات سے واقفیت حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۷۲ء میں باقاعدہ مزاحیہ شاعری کا آغاز کیا اور حضرت رضا نقوی واہی سے وابستہ ہو گئے۔

اب اڑیسہ بھر کے مشاعرے کے لیے اسماعیل آذر کی موجودگی کو ضروری سمجھا جانے لگا۔ ان کے بغیر مشاعرہ پھیکا پھیکا سا لگتا۔ خصوصاً عوام ان کی چند نظمیں 'آہ میرے جوتے'، 'کابلی والا'، 'دے خدا کی راہ میں' جیسی نظموں کو بار بار سننا چاہتے۔ نظم 'آہ میرے جوتے' میں شاعر اپنے اس جوتے کی خستہ حالی کا رونا روتا ہے جو شادی کے موقعے پر اس کو ملا تھا۔ زندگی بھر دوسرا جوتا خریدنے کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ اسی جوتے کو موچی کے ذریعے سلوا کر بار بار پہنتا رہا۔ نظم کا اختتام اس بند پر ہوتا ہے:

عام ہے جو حق گرانی کا بجٹ جو آج کل
صاف ظاہر ہے نہیں پائے گا یہ تیرا بدل
سوچ بھی سکتا نہیں میں دوسری شادی کی بات
تو بخوبی جانتا ہے ایک کا رونا ہے
میں بہ رہا پانی کی گلی میں اب بہہ جاؤں گا
رفتہ رفتہ ایک دن تیری طرح گھس جاؤں گا

نظم 'کابلی والا' ٹوٹی پھوٹی اردو زبان میں ہے، اسے افغانستان کے لوگ سود کے کاروبار کے لیے ہندوستان آکر بولتے ہیں۔ ایک کابلی والا اپنے قرض دار کے گھر پہنچ کر ان الفاظ میں پیسے طلب کرتا ہے:

اکے موٹا والا، مچھی والا، مرد سیاہ فام
نام اس کا بلونت سنگھ ولد بہادر جھنگ رام
لکھتا ہے روپیہ لے کر پچ پچ ہیں سے
واپس دی کیا ہے نہ چکتا ہے کبھی نام
اڑکو کا باپ کب تک آئے گا نہ گھر میں
ہم خان کی اولاد ہے بیٹھے گا ادھر میں

نظم 'دے خدا کی راہ میں' جہیز مانگنے والوں پر ایک زبردست طنز ہے۔ دولہا ایک بھکاری کی طرح جہیز کی بھیک مانگتے ہوئے کہتا ہے:

ایک موٹر، ایک بنگلہ دے خدا کی راہ میں
میری شادی کا یہ تحفہ دے خدا کی راہ میں
اپنے دل و جاں کا صدقہ دے خدا کی راہ میں
بیٹیاں دے اور سولہ دے خدا کی راہ میں
ٹی وی، ایک پیالہ دے خدا کی راہ میں

یہاں اس امر کا ذکر غالباً بے جا نہ ہوگا کہ موضوع، مواد، اسلوب اور لفظیات کے اعتبار سے ایک مزاح نگار شاعر کو سب سے ہٹ کے اپنے لیے ایک الگ راستہ نکالنا پڑتا ہے، مثلاً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں سنجیدہ شاعر اقبال سے، جوش سے یا فیض و فراق سے متاثر ہے

لیکن ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ فلاں مزاحیہ شاعری کا دور ہے۔ مزاحیہ شاعری ہو ضمیر جعفری، مجید لاہوری، دلاور فگار و رضا نقوی واہی کے رنگ میں شعر کہتا ہے۔ اسماعیل آذر کے موضوعات کا تنوع اور اسالیب تو ہیں لیکن ان کا اپنا ہے۔ بعض اوقات آذر کی جزئیات نگاری تحیر انگیز ہوتی ہے جو کی یاد دلاتی ہے۔ لیکن تحیر نے اس کا استعمال سنجیدہ شاعری کے لیے کیا ہے جب کہ آذر نے مزاح کا عنصر ابھارنے کے لیے۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(الف)

ڈولی، رچنا، بچھی، بھوانی، دات اور بستر بند
ریڈیو، ٹی وی، دین، دو چیز، فریج
ٹیپ والی جیب ہو اسے خدا کی راہ میں
(نظم: ... خدا کی راہ میں)

(ب)

کیا لینے آیا ہے ستا
ڈھولک، تاشہ، ڈگی، طبلہ
مردنگ، کھنجری، دف، نقارہ
بربط، سارنگی، وک، تارہ
بین، بانسری، پونگی، بھونپو
جھانجھ، مرلی، پکل، گھنگرو
میں، تھنسترا، نگی، ستا

یوں تو آرام میں گئی ہو
...
(نظم: شخصیت ... کے گھر میں چور)

(ج)

ٹی وی ... بجے گا
... چلے گا
... چلے گا
... چھند
(نظم: وہ دام مست چھند)

چوں کہ آذر کے خاندان کا تعلق اڑیسہ دکن سے ہے اس لیے انھوں نے 'زبان یار من دکنی' کے باب میں خالص حیدرآبادی زبان میں کئی نظمیں کہہ کر مزاح کا پہلو پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایسی نظموں میں 'میں کیا کھائی مٹی'، 'کیا بولوں تماں'، 'گھر میں ہے مردوناں' جیسی نظمیں قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے اڑیا کی لوک کہانی پر بھی بہت سی مزاحیہ نظمیں کہی ہیں، جن میں 'قصہ بکری کا'، 'سوال ایک پیسے کا' وغیرہ نہایت قابل قدر ہیں۔

یادش بخیر! اسماعیل آذر نے راقم الحروف کی غزل کی ایک پیروڈی (Parody) لکھی تھی جسے کٹک، برہم پور، بھدرک، سونگڑہ، داتی وغیرہ کے مشاعروں میں سامعین کی فرمائش پر بار بار سنایا گیا۔ پیروڈی کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔

جو ملے ٹوٹ چکے ان کو جوڑتے کیوں ہو
یہ جو ٹکے تو انھیں پھر سے توڑتے کیوں ہو
(کرامت علی کرامت)

جہیز مانگ کے رشتے کو توڑتے کیوں ہو
منہ قیمہ قورمے سے اپنا موڑتے کیوں ہو
(اسماعیل آذر)

کب آنسوؤں سے مٹا ہے شگاف آئینہ
جو شیشہ ٹوٹ گیا اس کو جوڑتے کیوں ہو
(کرامت علی کرامت)

میاں علاج ہے بے سود بعد نس بندی
جو شیشہ ٹوٹ چکا اس کو جوڑتے کیوں ہو
(اسماعیل آذر)

مزاج حسن بدل جائے گا تو کیا ہوگا
جو ڈرے ہوئے ہیں ان کو جھنجھوڑتے کیوں ہو
(کرامت علی کرامت)

وہ کچے خواب ہیں جاگیں تو ذہن کے رکھوں کی
ابھی تو سوئی ہیں بیگم جھنجھوڑتے کیوں ہو
(اسماعیل آذر)

دور درشن کے 'ہندی اردو مزاحیہ مشاعرہ' (منعقدہ ۲۵ راگست ۱۹۸۳ء) میں جب انھوں نے اپنی نظم 'پپا پیار مرا لوٹا دو' سنائی تو موصوف تمام شاعروں پر حاوی رہے۔ اس نظم کے آخری دو شعر ملاحظہ فرمایئے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دور درشن کے اس مشاعرے کے بعد موصوف کی مقبولیت بڑھ گئی۔ انھوں نے دور درشن کے لیے ایک مزاحیہ سیریل 'مصیبت ہی مصیبت' بھی لکھا جو ٹی وی پر کافی مقبول ہوا۔ علاوہ ازیں پٹنہ، دہلی، حیدرآباد اور مالیگاؤں کے مشاعروں میں بار بار بلائے جاتے رہے، حتیٰ کہ یوم جمہوریہ کے موقعے پر دہلی اردو اکادمی کی جانب سے منعقدہ آل انڈیا مشاعرے میں بھی اڑیسہ کی نمائندگی کی۔

اسماعیل آذر کی ادبی خدمات محض مزاحیہ شاعری تک محدود نہیں تھی بلکہ اڑیا کے مزاحیہ نثر پاروں کو اردو میں اور اردو کے مزاحیہ نثر پاروں کو اڑیا میں منتقل کرکے انھوں نے بین اللسانی ہم آہنگی کی بابت بڑی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ انھوں نے اڑیا نثر میں طنز و مزاح کے ارتقا پر مسلسل مضامین لکھ کر اردو والوں کو اڑیا کے ظریفانہ جواہر پاروں سے روشناس کرایا ہے۔ ان کا صرف ایک ہی مجموعہ کلام 'کیا مذاق ہے' ۱۹۹۲ء میں اڑیسہ اردو اکیڈمی کے جزوی مالی تعاون سے تخلیق کار پبلشرز، دہلی کی جانب سے شائع ہوا۔ اس کتاب کا پیش لفظ مجتبیٰ حسین نے لکھا تھا۔ اسماعیل آذر کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ مذکورہ کتاب کے منظر عام پر آنے سے قبل ہی اس کی تمام جلدوں کا پہلے سے ایڈوانس بکنگ ہو چکا تھا۔

اسماعیل آذر کئی سال تک اڑیسہ اردو اکیڈمی کے سکریٹری بھی رہے۔ اپنی سعی جدوجہد سے اکیڈمی کے ادبی مجلہ 'فروغ ادب' کے معیار کو بلند کیا۔ 'اڑیا۔ اردو ڈکشنری' کی تالیف و تدوین کے سلسلے میں ان کی خدمات ناقابل فراموش قرار دی جاتی ہیں۔ آخری عمر میں دل کے مریض بن چکے تھے۔ بالآخر ۲۹ رجون ۲۰۰۳ء کو طنز و مزاح کا یہ سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ کیسر پور کٹک کے قبرستان میں پیوند خاک ہوئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

●●●

اشاریہ 'ہماری زبان'

جنوری تا دسمبر 2013

دوسری قسط

تبصرے

محمد عارف خاں

نام کتاب	مصنف/مرتب	تبصرہ نگار	شمارہ
ادب اور خواتین (تحقیقی، تنقیدی مضامین)	ڈاکٹر راحت سلطانہ	دیپک بدکی	یکم تا ۷ رجنوری
ننھا بہادر (بچوں کی کہانیوں کا مجموعہ)	رئیس صدیقی	ایم رحمن	،، ،،
اردو زبان سیکھنے کے لیے آسان اردو	محمد انوار الدین	تنظیم عالم قاسمی	۸ تا ۱۴ رجنوری
نقوش دوام	محمد ساجد گجناوری	عمران عظیم ایڈوکیٹ	،، ،،
شاہد ماہلی: عکس اور جہتیں	ڈاکٹر رضا حیدر	اطہر فاروقی	۱۵ تا ۲۱ رجنوری
بصارت سے بصیرت تک (تحقیقی و تنقیدی مقالات)	پروفیسر محمد علی اثر	ڈاکٹر زکی طارق	،، ،،
بارِ دیدہ	مشتاق اعظمی	سعید اختر اعظمی	۲۲ تا ۲۸ رجنوری
قرۃ العین حیدر: قاف تا قاف	برجیس شکیل قصوری	دیپک بدکی	،، ،،
کرامت علی کرامت: ایک مطالعہ	اختر امام صدیقی	دیپک بدکی	یکم تا ۷ رفروری
آسن خاندان اور علی گوہر پالی	خیر امام	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	۸ تا ۱۴ رفروری
عکس وحدت ورسالت	عمران عظیم	انور ایوبی	،، ،،
گیتوں کے البیلے راج کنور: ساحر لدھیانوی	پریم گوپال متل	دیپک بدکی	،، ،،
راشد الخیری کی افسانہ نگاری	محمد اکبر	ڈاکٹر محمد فاروق انصاری	۱۵ تا ۲۱ رفروری
کہرے میں ابھرتی پرچھائیں	راشد انور راشد	ڈاکٹر منظر اعجاز	،، ،،
رشحات قلم	انوار الحسن وسطوی	ڈاکٹر زکی طارق	۲۲ تا ۲۸ رفروری
دھوپ کے ساتوں رنگ	ڈاکٹر نفیسہ جعفری پاشا	ایم رحمن (دہلی)	،، ،،
قائم چاند پوری	انجینئر محمد مسیح الدین ملک	اکمل عارفی	یکم تا ۷ رمارچ
غلام مرتضیٰ راہی: حیات اور کارنامے	ڈاکٹر حسن نظامی	ڈاکٹر محمد اسماعیل آزاد فتحپوری	،، ،،
فہم کا وسیلہ (سندھیا سنگھ)	مترجم محمد فاروق انصاری	محمد اکبر	۸ تا ۱۴ رمارچ
داؤد بہار (دیار ہند میں فیض)	ظہیر صدیقی	دیپک بدکی	،، ،،
کتاب شماری	پروفیسر مظفر حنفی	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	۱۵ تا ۲۱ رمارچ
مثل و محاورات، با میات کندن	کندن لال کندن	آر. پی. شرما مہرش	،، ،،
مکتوبات شبلی	ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی	عبدالحمید نعمانی	۲۲ تا ۲۸ رمارچ

غزل نامہ	تابش مہدی	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	,, ,,
مکتوبات مظفر حنفی بہ نام محبوب راہی	ڈاکٹر محبوب راہی	مفتی حبیب الرحمن ندوی	یکم تا ۷ر اپریل
پریمی رومانی: فکر و فن	پروفیسر محمد اسد اللہ وانی	ڈاکٹر مول راج	,, ,,
جو بھی وہ سال بھی	ڈاکٹر اندر جیت نردوش	آنچل عارفی	۸ تا ۱۴ر اپریل
دھوپ ـــ پھول	ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	,, ,,
اداس لمحوں کی خود کلامی	شائستہ فاخری	ڈاکٹر ذکی طارق	۱۵ تا ۲۱ر اپریل
ایوانِ ادب	ڈاکٹر سید بشیر احمد	پروفیسر مجید بیدار	,, ,,
میرا ناٹکی سفر (خود نوشت)	ڈاکٹر چرن داس سدھو	دیپک بدکی	۲۲ تا ۲۸ر اپریل
کندن پارے	کندن لال کندن	ڈاکٹر عشقی	,, ,,
ڈاکٹر امام اعظم: اجمالی جائزہ	ڈاکٹر ایم صلاح الدین	ڈاکٹر مجیر احمد آزاد	یکم تا ۷ر مئی
کامریڈ منٹو	سی احمد قاسمی	دیپک بدکی	۸ تا ۱۴ر مئی
نادیہ (ناول)	آنند لہر	دیپک بدکی	۱۵ تا ۲۱ر مئی
پروفیسر محمد مجیب کا ڈرامہ خانہ جنگی: ایک مطالعہ	ڈاکٹر محی الدین زور کشمیری	ایم رحمن	,, ,,
مولانا ابوالکلام آزاد اور دیگر مضامین (ڈاکٹر ودیا ساگر آنند)	پریم گوپال متل	ظفر مراد آبادی	۲۲ تا ۲۸ر مئی
آٹھواں آسمان	محمد علی اثر	دیپک بدکی	,, ,,
ادبیاتِ راجستھان	ڈاکٹر عزیز اللہ شیرانی	دیپک بدکی	یکم تا ۷ر جون
رسالۂ حق نما (محمد دارا شکوہ)	مترجم عادل اسیر دہلوی	ڈاکٹر محمد نقی الحسن	,, ,,
عبارت	کوثر مظہری	اقبال مسعود	۲۲ تا ۲۸ر جون
میر	شان حیدر بیباک امروہوی	ایم رحمن	,, ,,
عصمت چغتائی اور جین آسٹین	محبوب حسن	ڈاکٹر جاوید قمر	یکم تا ۷ر جولائی
برہان پور میں اردو نثر نگاری (ماضی اور حال کے آئینے میں)	پروفیسر وسیم اختر انصاری	ایم رحمن	,, ,,
توبہ	محمد طارق	ایم رحمن	۸ تا ۱۴ر جولائی
حق گوئی و بے باکی	رؤف خیر	دیپک بدکی	,, ,,
مکتوباتِ اردو کا ادبی و تاریخی ارتقا	خواجہ احمد فاروقی	خلیق انجم	۱۵ تا ۲۱ر جولائی
جمالِ فن	صبا نقوی	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	,, ,,
سید احتشام حسین: ذکر و فکر	ڈاکٹر علی احمد فاطمی	خالد اشرف	۲۲ تا ۲۸ر جولائی
عطاء اللہ پالوی (نقیب فکر و آگہی)	قمر امام	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	,, ,,
ہندوستانی تلمیحیں اور اردو	ڈاکٹر امام اعظم	سعید اختر اعظمی	یکم تا ۷ر اگست
لالہ رخ	وریندر پٹواری	دیپک بدکی	,, ,,
ٹونک میں اردو کا فروغ	سید ساجد علی ٹونکی	مسعود اختر خاں	۸ تا ۱۴ر اگست
پھر بھی	عشرت جالندھری	دیپک بدکی	,, ,,
کمان (شعری کلیات جلد اول)	مظفر حنفی ـــ	رشید انجم ـــ	۱۵ تا ۲۱ر اگست
پیکر اور پرچھائیاں	محمد اسد اللہ	سعید اختر اعظمی	,, ,,
پانی سے بھی نمک (تنقید کے آئینے میں)	شگفتہ یاسمین	دیپک بدکی	۲۲ تا ۲۸ر اگست
تعبیر و تاویل	محمد شاہد پٹھان	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	,, ,,
نشاطِ سخن	شکیل احمد خاں تنویر	ایم رحمن	,, ,,
ماہنامہ شگوفہ حیدرآباد (نصرت ظہیر نمبر) مدیر: ڈاکٹر سید مصطفیٰ کمال		دیپک بدکی	یکم تا ۷ر ستمبر
گوپال متل: ذات و صفات	پریم گوپال متل	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	,, ,,
جدید اردو غزل 1971 سے 2010 تک	ڈاکٹر راحت ابرار	سعید اختر اعظمی	۸ تا ۱۴ر ستمبر
ابن صفی: مشن اور ادبی کارنامہ	محمد عارف اقبال	سہیل انجم	,, ,,
محمد ایوب واقف: ایک مطالعہ	ڈاکٹر سیفی سرونجی	دیپک بدکی	۱۵ تا ۲۱ر ستمبر
جھارکھنڈ کی اردو کتابوں کا اشاریہ (جلد اول)	ڈاکٹر سرور ساجد	ایم رحمن	,, ,,
تم اب بھی...؟	سراج فاروقی	دیپک بدکی	۲۲ تا ۲۸ر ستمبر
عزم سفر باندھے چلیں	قاسم رسا	ڈاکٹر تابش مہدی	یکم تا ۷ر اکتوبر
غالب اور عہد غالب	مرتبین: صدیق الرحمن قدوائی، شاہد ماہلی، رضا حیدر	ڈاکٹر خلیق انجم	۸ تا ۱۴ر اکتوبر
عبدالقوی دسنوی: حیات اور خدمات	محمد نعمان خاں، کوثر صدیقی اور آفاق حسین صدیقی	پروفیسر محمد فاروق انصاری	,, ,,
ایک زندہ حقیقت (خود نوشت، اردو ترجمہ) مصنف: ڈاکٹر اصغر علی انجینئر، مترجم: قدیر زماں		دیپک بدکی	۱۵ تا ۲۱ر اکتوبر
ادراکِ معنی (تنقیدی مضامین)	ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل	دیپک بدکی	۲۲ تا ۲۸ر اکتوبر
مخمور سعیدی: ہمہ جہت فن کار	پریم گوپال متل، ارشد علی خاں	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	یکم تا ۷ر نومبر
ڈاکٹر محمد حسن: آئینے در آئینے	عبدالسمیع	جاوید رحمانی	,, ,,
سعادت حسن منٹو عصر حاضر کے آئینے میں	محمد حسین پرکار	دیپک بدکی	۸ تا ۱۴ر نومبر
عطاء اللہ پالوی: نقیب فکر و آگہی (حصہ دوم)	قمر امام	ڈاکٹر رضیہ حامد	,, ,,
نیرنگِ حقیقت	سید شبیہ الحسن ندوی	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	,, ,,
راس مسعود	حکیم سید ظل الرحمن	ڈاکٹر رضیہ حامد	۱۵ تا ۲۱ر نومبر
باتیں مشاعروں کی (مشاعروں کے تعلق سے چند دلچسپ تجربات)	ڈاکٹر محبوب راہی	قاضی رؤف انجم	,, ,,
مانجھی (ناول)	غضنفر	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	۲۲ تا ۲۸ر نومبر
اردو اور اڑیا کا افسانوی ادب: ترقی پسندی کے تناظر میں	ڈاکٹر شیخ مبین اللہ	دیپک بدکی	,, ,,
متاعِ بخشش	مولانا قاضی غلام سجاد گل بدایونی	ڈاکٹر رضیہ حامد	یکم تا ۷ر دسمبر
عکسِ دانش	ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی	دیپک بدکی	۸ تا ۱۴ر دسمبر
سوادِ حرف	مختار شمیم	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	,, ,,
تصورات کا رنگ	طرب صدیقی	دیپک بدکی	۱۵ تا ۲۱ر دسمبر
بررسی ادبیات امروز ایران یا جدید فارسی ادب کا مطالعہ (پروفیسر محمد استعلامی)	ترجمہ: ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی	ڈاکٹر رضیہ حامد	,, ,,
عرفان عباسی کے چند خاکے	ڈاکٹر اسرار الحق قریشی	ڈاکٹر سید معصوم رضا عشروی	۲۲ تا ۲۸ر دسمبر

اردو دُنیا

اردو کی ترقی و ترویج کے لیے قومی کمیشن کے قیام کا منصوبہ

راجمندری (۱۳؍جنوری)۔ مرکزی وزیر برائے فروغ انسانی وسائل ایم ایم پلم راجو نے معیاری تعلیم کی فراہمی کے لیے مرکزی حکومت کے عہد کا اعادہ کرتے ہوئے آج کہا کہ اعلا تعلیم کے لیے راشٹریہ اوچتر شکشا ابھیان (آر یو ایس اے) کو دو منصوبوں کے ذریعے وسعت دی جائے گی۔ مسٹر پلم راجو نے کاکی ناڈا کے قریب جواہر لعل نہرو ٹیکنالوجیکل یونیورسٹی (جے این ٹی یو) میں انٹر یونیورسٹی سنٹر (آئی یو سی) کے افتتاح کے بعد اپنے خطاب میں کہا کہ "ہم بارہویں پنج سالہ منصوبے کے دوسرے سال میں ہیں۔ حکومت ملک کے تمام بچوں اور نوجوانوں کو معیاری تعلیم کی فراہمی کے لیے تمام ضروری اقدام کر رہی ہے"۔ کاکی ناڈا، مسٹر پلم راجو کا حلقۂ انتخاب بھی ہے جہاں ملک کا چوتھا آئی یو سی قائم کیا گیا ہے۔ مسٹر پلم راجو نے مطلع کیا کہ راشٹریہ سنسکرت سنستھان کے قیام کے بعد مرکزی حکومت اب اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لیے قومی اردو کمیشن کے قیام کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ مسٹر راجو نے کہا کہ "ملک میں تقریباً 93 فیصد اعلا تعلیم قومی اعلا تعلیمی مہم کے تحت فراہم کی جا رہی ہے۔ راشٹریہ اوچتر شکشا ابھیان کے تحت ملک کی تمام ریاستوں کی 316 یونیورسٹیز اور 13,024 کالجوں کا احاطہ کیا جائے گا۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) کے چیئرمین وید پرکاش نے ابھیان کے تحت کیے جانے والے مختلف اقدام کا تذکرہ کیا۔

(سیاست۔ حیدرآباد)

شاہ جہاں پور میں اردو کے منتخب اساتذہ کی فہرست جاری

بی ایس اے کے مطابق جلد ہی ان اساتذہ کو تقرری نامہ مل جائے گا

شاہ جہاں پور (۸؍جنوری)۔ محکمۂ بیسک تعلیم کے اسکولوں میں تقرری کے لیے بی ایس اے نے منتخب اردو اساتذہ کی فہرست آج جاری کر دی۔ جلد ہی ان اساتذہ کو تقرری نامہ مل جائے گا، حالاں کہ یہاں 107 اردو اساتذہ کی تقرری ہونی ہے مگر بی ایس اے نے صرف پچاس منتخب اردو اساتذہ کی فہرست جاری کی ہے۔ ابھی ان میں 29 کے معاملے زیر سماعت ہیں۔

بی ایس اے منوج ورما نے تین مرحلوں میں ہوئی کاؤنسلنگ کے بعد آج منتخب اردو اساتذہ کی فہرست جاری کر دی۔ ان منتخب اردو اساتذہ میں 35 جنرل کیٹیگری کے ہیں جب کہ 15 او بی سی کیٹیگری کے ہیں۔ کاؤنسلنگ میں بلائے گئے قریب 41 امیدواروں کو نااہل کی فہرست میں ڈال دیا گیا ہے وہیں 29 امیدواروں کے معاملے میں غور کیا جا رہا ہے۔ اسکولوں میں اردو اساتذہ کی جلد سے جلد تقرری کے سلسلے میں محکمۂ بیسک تعلیم کے سکریٹری نے کاؤنسلنگ کے بعد منتخب اردو اساتذہ کی فہرست جاری کرنے کے ساتھ ہی انھیں تقرری لیٹر دیے جانے کا حکم دیا تھا۔ اسی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بی ایس اے منوج ورما نے منتخب اردو اساتذہ کی فہرست جاری کر دی۔ فہرست میں اپنا نام دیکھ کر جہاں بہت سے امیدوار خوشی سے جھوم اٹھے وہیں نااہل قرار دیے گئے امیدوار مایوس نظر آئے۔ 29 امیدواروں کا معاملہ زیر غور رکھا گیا ہے۔ ان امیدواروں کو امید ہے کہ محکمہ ان کے معاملے میں امید کے مطابق فیصلہ لے گا۔ بی ایس اے منوج ورما نے بتایا کہ منتخب 50 اردو اساتذہ کو جلد ہی تقرری لیٹر دے دیے جائیں گے۔

(انقلاب۔ دہلی)

اردو ٹیچرس کونسل، کرناٹک کے عہدے داروں کی وزیر اعلا سے ملاقات

بنگلور (۵؍جنوری)۔ کرناٹک اسٹیٹ اردو ٹیچرس کونسل کے ریاستی صدر جناب فیض اللہ بیگ جنیدی کی قیادت میں کونسل کے عہدیداروں نے وزیر اعلا سدارامیا سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور اردو زبان اور اردو اسکولوں کے مسائل پر تبادلۂ خیال کیا اور ایک میمورنڈم بھی پیش کیا۔ وزیر اعلا نے اردو اسکولوں کے مسائل کو سنجیدگی سے سنا اور جلد سے جلد انھیں حل کرنے کی یقین دہانی کی۔ وفد نے امید ظاہر کی کہ زمانہ دراز سے جن مسائل کو اردو اساتذہ اور لاکھوں طلبہ و طالبات حل کرنے کی مانگ کر رہے ہیں، امید ہے کہ جلد سے جلد وہ پورے ہوں گے۔ وفد نے محکمۂ تعلیمات کے تمام افسران کے ساتھ ایک میٹنگ طلب کرنے کی وزیر اعلا سے گزارش کی ہے تاکہ اردو اسکولوں کے لیے ایک علاحدہ پیکج تیار کیا جائے۔

(سالار۔ بنگلور)

سخاوت گرلس ہائی اسکول میں اردو کی طالبات کا داخلہ بلا تاخیر کیا جائے

کلکتہ (۱۰؍جنوری)۔ ملی اتحاد پریشد کے ایک وفد نے مغربی بنگال اقلیتی کمیشن کے چیئرمین امتیاز علی شاہ سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ سخاوت گرلس گورنمنٹ میموریل اسکول میں اردو کی طالبات کے داخلے اور مولانا آزاد کالج کے نئے کیمپس کے سلسلے میں چیئرمین صاحب کی طرف سے کوئی پیش رفت ہوئی ہے یا نہیں، تو جواب میں چیئرمین صاحب نے کہا کہ انھوں نے ۳؍جنوری ۲۰۱۴ء کو اسکول کے پرنسپل کو خط لکھا ہے جس میں انھوں نے اردو داں طالبات کی دشواریوں کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اردو میڈیم طالب علموں کو بلا تاخیر سخاوت اسکول کے ہائر سکنڈری کلاسوں میں داخلہ دیا جائے۔ اسکول کو جواب دینے کے لیے ۲۰؍جنوری تک کی مہلت دی گئی ہے۔ وفد میں نعمت حسین نحتی، عبدالعزیز، مولانا نسیم اختر رضوی، قمر الدین ملک اور ناجد انصاری شامل تھے۔

(آبشار۔ کلکتہ)

محکمۂ اطلاعات کرناٹک میں

اردو ڈیسک قائم کرنے کے لیے روشن بیگ کی یقین دہانی

بنگلور (۸؍جنوری)۔ ریاستی وزیر برائے حج، اطلاعات و انفراسٹرکچر آر روشن بیگ نے اردو اخبارات کو یقین دلایا کہ وہ محکمۂ اطلاعات میں اردو ڈیسک کو بحال کرتے ہوئے اردو اخبارات کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ انھوں نے آج ودھان سودھا میں اردو میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ محکمۂ اطلاعات کے دفتر میں اردو ڈیسک جہاں اردو اخبارات میں حکومت کی سرگرمیوں اور کارکردگیوں کے متعلق شائع خبروں کا ترجمہ کر کے حکومت کے علم میں لایا جاتا ہے، یہ سلسلہ بی جے پی کے دور اقتدار کے بعد بند ہو چکا ہے، اسے دوبارہ شروع کریں گے تاکہ حکومت اقلیتوں کے مسائل پر پوری توجہ دے سکے۔ میڈیا اکاڈمی میں اردو اخبارات اور صحافیوں کے ساتھ سوتیلے رویے پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے روشن بیگ نے کہا کہ میڈیا اکاڈمی میں اردو اخبارات کی نمائندگی کو یقینی بناتے ہوئے ہر سال دیے جانے والے میڈیا اکاڈمی ایوارڈز کی فہرست میں اردو صحافت کو بھی شامل کیا جائے گا۔ صحافیوں کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ مسٹر روشن بیگ نے اس بات کا بھی یقین دلایا کہ محکمۂ اطلاعات کی اکریڈیشن کمیٹی میں اردو اخبارات کی نمائندگی کو لازمی بنانے کے لیے احکام جاری کریں گے تاکہ اردو صحافیوں کو ان کے جائز حقوق مل سکیں۔ انھوں نے کہا کہ محکمۂ اطلاعات کو آنے والے دنوں میں بہتر شبیہ دی جائے گی۔ اس کے بجٹ میں اضافہ کر کے اس کے ذریعے اردو سمیت دیگر زبانوں کے اخبارات و رسائل کو زیادہ سے زیادہ تعاون کو یقینی بنایا جائے گا۔ وزیر موصوف نے بتایا کہ انھوں نے آندھرا پردیش، کیرالا، گجرات، مہاراشٹر سمیت دیگر ریاستوں میں محکمۂ اطلاعات کے بجٹ کا جائزہ لیا ہے اور بہت جلد انفارمیشن ڈائرکٹر سے تبادلۂ خیال کے بعد محکمۂ اطلاعات کے بجٹ میں اضافے کی ایک تجویز وزیر اعلا سدارامیا کو پیش کی جائے گی۔ ایک ایسی اشتہاری پالیسی ترتیب دی جائے گی جس کے ذریعے اردو اخبارات کو بھی اشتہارات کی فراہمی ہو۔ محکمۂ اطلاعات سے اشتہارات کی فراہمی کے مرحلے میں اردو اخبارات سے ناانصافی کی شکایت سے وہ بخوبی واقف ہیں اسی غرض سے انھوں نے محکمے کو حاصل بجٹ کا جائزہ لیا ہے تاکہ آنے والے دنوں میں اردو سمیت دیگر علاقائی زبانوں کے اخبارات کی حتی الامکان مدد کی جا سکے۔

(سالار۔ بنگلور)

اردو میڈیم ہائی اسکولوں کے لیے اردو اکیڈمک انسٹرکٹرس کی منظوری

نظام آباد، آندھرا پردیش (۱۷؍جنوری)۔ آل انڈیا آئیڈیل ٹیچرس اسوسی ایشن نظام آباد یونٹ کے صدر جناب محمد اسحاق حسینی اور سکریٹری محمد خالد الدین نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ ضلع نظام آباد میں اردو میڈیم ہائی اسکولوں میں مضمون واری اساتذہ کی قلت کی وجہ سے طلبہ کی تعلیم متاثر ہو رہی تھی اس لیے ڈی ای او نظام آباد نے خصوصی دل چسپی لیتے ہوئے اردو میڈیم ہائی اسکولوں کے لیے مطلوبہ اسامیوں کا تعین کر کے کمشنر آف اسکول ایجوکیشن کو مکتوب روانہ کیا۔ اس کے علاوہ اساتذہ یونین اور دیگر سماجی تنظیموں نے بھی قانون حق تعلیم کے تحت مضمون واری اساتذہ کی مطلوبہ اسامیوں پر فوری تقرری کی مانگ کی جس کے نتیجے میں کمشنر آف اسکول ایجوکیشن کی جانب سے 100 اردو اکیڈمک انسٹرکٹرس کی منظوری عمل میں آئی۔

(رہنمائے دکن۔ حیدرآباد)

فہرست رائے دہندگان اردو میں شائع کرنے کی اپیل

حیدرآباد (۱۶؍جنوری)۔ محمد لطیف شریف (سینئر ایڈوکیٹ، آندھرا پردیش ہائی کورٹ) نے اپنے صحافتی بیان میں چیف الیکشن کمشنر آف انڈیا جناب وی ایس سمپت اور ریاستی الیکشن کمشنر بھنور لعل (آئی اے ایس) سے اپیل کی کہ مئی ۲۰۱۴ء میں منعقد ہونے والے لوک سبھا اور ریاستی اسمبلی کے لیے فہرست رائے دہندگان اور انتخابی عمل میں تحریری طور پر استعمال کیا جانے والا تمام مواد اردو زبان میں بھی شائع کریں۔

(سیاست۔ حیدرآباد)

مغربی بنگال اسکول ایجوکیشن کی ویب سائٹ پر
اردو کی کتابیں دستیاب نہیں

کولکاتا (۱۹رجنوری)۔ مغربی بنگال اسکول ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کی ویب سائٹ پر دوسری تا آٹھویں جماعت کی نصابی کتابیں اپ لوڈ ہیں جن میں بنگلہ اور انگریزی میں ترتیب شدہ کتابیں موجود ہیں لیکن اردو کی کتابیں ندارد ہیں، اس ویب سائٹ میں اردو کا کہیں ذکر نہیں ہے جب کہ نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ NCERT کی ویب سائٹ پر پہلی سے بارہویں جماعت کی اردو میں ترتیب شدہ کتابیں موجود ہیں مگر مغربی بنگال کی حکومت نے صرف بنگلہ اور انگریزی کو ترجیح دی۔ جبکہ حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دیا لیکن کسی بھی سرکاری محکمے کی ویب سائٹ پر اردو کا ذکر نہیں ہے۔ اردو میڈیم اسکولوں کے اساتذہ سے بات چیت کرنے پر انھوں نے کہا کہ ویب سائٹ پر بنگلہ اور انگریزی میں ترتیب شدہ نصابی کتابوں کے علاوہ اردو کی کتابوں کو بھی شامل کرنا ہوگا کیوں کہ طلبہ کتابوں کی عدم موجودگی میں ویب سائٹ پر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ غور طلب ہے کہ آئی سی ایس ای، آئی سی ایس ای اور سی بی ایس ای بورڈ کی کتابیں ان کی ویب سائٹ پر دستیاب ہیں جن سے انگریزی میڈیم کے بچے ویب سائٹ پر بھی مطالعہ کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر مختلف سرکاری محکموں میں رد و بدل کیا گیا لیکن اسکول ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کی ویب سائٹ پر اردو کو شامل نہیں کیے جانے سے اردو دشمنی عیاں ہوتی ہے۔

(آبشار۔ کلکتہ)

ناندیڑ (مہاراشٹر) میں اردو گھر کی تعمیر کے لیے 8.63 کروڑ کا بجٹ منظور

ناندیڑ، مہاراشٹر (۱۷رجنوری)۔ ریاستی حکومت کی جانب سے اردو زبان کی ترقی و ترویج کے لیے ریاست بھر کے ۸ اضلاع کے ہیڈ کوارٹر میں اردو گھر کے نام سے عالی شان عمارت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس میں ناندیڑ شہر بھی شامل ہے۔ یہ اطلاع ریاست کے کابینی وزیر برائے اقلیتی امور عارف نسیم خان نے دی ہے۔ اس سلسلے میں ریاستی حکومت نے ناندیڑ شہر کے مدرسۃ العلوم اسکول کے قریب واقع حکومت کی ۲۰ ہزار اسکوائر فٹ اراضی پر اردو گھر کی تعمیر کے لیے منظوری دیتے ہوئے ۸ کروڑ ۶۳ لاکھ ۸۸ ہزار روپے کے فنڈ کو فوری منظوری دیتے ہوئے متعلقہ دفتر کو روانہ کر دیا ہے اور عنقریب ریاست کے اعلیٰ قائدین کے ہاتھوں اس کا سنگ بنیاد عمل میں آئے گا۔ ڈیڑھ ایکڑ اراضی 1915 مربع میٹر پر تعمیری کام ہوگا، اس میں ۱۰۹۹ مربع میٹر میں کانفرنس ہال، ۸۹ مربع میٹر میں اردو لائبریری ہال، 173 مربع میٹر میں دو کلاس روم، 39 مربع میٹر میں ایک وی آئی پی ہال، 32 مربع میٹر میں دو گیسٹ روم و دیگر سہولیات دستیاب ہوں گی۔ اس کے علاوہ عمارت کو محفوظ رکھنے کے لیے باؤنڈری وال تعمیر کیا جائے گا۔ مذکورہ اراضی کی حصولیابی اور اردو گھر کی تعمیر کی منظوری کے لیے رکن اسمبلی ڈی پی ساونت نے اہم رول ادا کیا۔ ڈی پی ساونت کے علاوہ اردو گھر کی تعمیر کو منظوری دلانے میں سابق وزیر اعلیٰ اشوک راؤ چوہان، وزیر رابطہ ڈی پی ساونت، رکن پارلیمنٹ بھاسکر راؤ پاٹل اور میئر عبدالستار کا بھی اہم رول رہا۔

(رہنمائے دکن۔ حیدرآباد)

ریلوے اسٹیشن کا نام الوا باڑی روڈ کی بجائے
اسلام پور رکھنے اور اردو میں بھی بورڈ آویزاں کرنے کا مطالبہ

اسلام پور، مغربی بنگال (۱۰رجنوری)۔ اسلام پور شہر میں واقع ریلوے اسٹیشن کا نام الوا باڑی روڈ ہونے کی وجہ سے مسافروں کو کئی طرح کی مشکلوں کا سامنا ہے۔ اسٹیشن کا نام شہر سے مختلف ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ کنفیوژن کا شکار ہوتے ہیں اس لیے بارہا اسلام پور کے لوگوں اور سیاست دانوں کی طرف سے ریلوے اسٹیشن الوا باڑی روڈ کا نام تبدیل کر کے اسلام پور رکھنے کا مطالبہ کیا جا چکا ہے لیکن اب تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہو سکا ہے اس لیے اب اسلام پور شہر کے نوجوانوں پر مشتمل تنظیم نے اس طرح کے کئی اہم مسئلوں کو حل کرنے کے لیے انقلاب سے مطالبہ شروع کیا ہے۔ الوا باڑی اسٹیشن کے ایک پروگرام میں شرکت کے لیے آئے نارتھ فرنٹیئر ریلوے (NFR) کے جنرل منیجر سے پیغام تحریک حق کے نمائندوں نے ملاقات کی اور کئی اہم مسئلوں پر مشتمل انھیں ایک میمورنڈم دیا۔ تحریک کے سکریٹری محمد اطہر الدین انصاری نے بتایا کہ جن نکات پر یہ میمورنڈم دیا گیا ہے ان میں الوا باڑی روڈ اسٹیشن کو اسلام پور اسٹیشن میں تبدیل کرنے، اسلام پور کی اردو آبادی کو دھیان میں رکھتے ہوئے اور اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دیے جانے کے بعد اب اسٹیشن پر اردو سائن بورڈ بھی آویزاں کیا جائے۔

(اخبار مشرق۔ کلکتہ)

اردو اکیڈمک انسٹرکٹرس
چار ماہ کی تنخواہ سے محروم

عادل آباد، آندھرا پردیش (۱۳رجنوری)۔ ضلع عادل آباد کے اردو اکیڈمک انسٹرکٹرس چار ماہ کی تنخواہ سے محروم ہیں۔ اردو انسٹرکٹرس نے کہا کہ ماہ اکتوبر ۲۰۱۳ء میں ضلع پریشد ہال عادل آباد میں ڈی ایڈ، بی ایڈ امیدواروں کو آر وی ایم کی جانب سے مقرر کیا گیا تھا جن کا انٹرویو جوائنٹ کلکٹر عادل آباد اور جناب اکرام اللہ خان ڈی ای او عادل آباد نے لیا اور جہاں جہاں ٹیچروں کی ضرورت تھی وہاں وہاں پر انسٹرکٹرس کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ کچھ انسٹرکٹرس تو اپنی قیام گاہ سے دور دراز مسافت طے کر کے پہنچ رہی ہیں۔ ان سب کے باوجود وہ اپنی خدمات جاری رکھے ہوئے ہیں لیکن ستم یہ ہے کہ چار ماہ سے ان کو تنخواہ نہیں ملی اور نہ ہی ان کا کوئی پرسان حال۔

(سیاست۔ حیدرآباد)

آر ٹی سی بسوں پر
اردو تحریر کی یقین دہانی

جگتیال، آندھرا پردیش (۲۲رجنوری)۔ محمد محمود علی افسر اور محمد عمر علی مقیت نے آج جگتیال کے آر ٹی سی ڈپو منیجر ہمنت راؤ سے ان کے چیمبر میں ملاقات کرتے ہوئے ایک یادداشت حوالے کی اور مطالبہ کیا کہ آر ٹی سی بسوں پر مقامات کے نام، پلیٹ فارموں اور بورڈوں کو اردو زبان میں بھی تحریر کیا جائے۔ ان حضرات نے ڈپو منیجر کو بتایا کہ ضلع کریم نگر میں کثیر آبادی اردو بولتی، لکھتی اور پڑھتی ہے اور حکومت اور ضلع انتظامیہ کی جانب سے اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دیتے ہوئے مقامات کے نام اور سائن بورڈ اردو میں تحریر کروانے کے احکام کی اجرائی عمل میں آئی تھی اور تمام محکموں کو سرکولر بھی جاری کیا گیا ہے، جس پر ڈپو منیجر مسٹر ہمنت راؤ نے آر ٹی سی بسوں پر مقامات کے نام اردو میں تحریر کرنے کی یقین دہانی کرائی۔

(رہنمائے دکن۔ حیدرآباد)

بلگام (کرناٹک) میں اردو گھر کی تعمیر کا مطالبہ، ڈپٹی کمشنر کو میمورنڈم پیش

بلگام، کرناٹک۔ پچھلے 15 سال سے ہم اردو والوں کو اردو گھر کی تعمیر کا سبز باغ دکھایا جا رہا ہے لیکن اس کی تعمیر کے لیے کسی نے عملی قدم نہیں اٹھایا، اب ہم کسی کے دھوکے میں نہیں آنے والے۔ حکومت صرف وعدہ کرتا جاتی ہے یعنی ہر لوگوں کی مانگ پر کئی بھون بنائے گئے ہیں لیکن اردو گھر کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار اردو گھر کی تعمیر کے لیے مطالبہ کرنے والے اردو والوں نے کیا۔ اردو والوں کی جانب سے بلگام ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو ایک یادداشت پیش کر کے بلگام شہر میں اردو گھر کی تعمیر کا پر زور مطالبہ کیا گیا۔ اس موقع پر بات کرتے ہوئے جناب رفیق دیسائی نے کہا کہ شہر میں کنڑا بھون، مراٹھا بھون، جینت بھون اور دسیڈ کر بھون جیسے کئی بھون حکومت نے تعمیر کیے ہیں لیکن اردو بھون تعمیر کرنے کے لیے ابھی تک کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ حالاں کہ اردو اس ملک کی ایسی زبان ہے جو ہر جگہ بولی اور بھی جاتی ہے اس لیے بلگام شہر میں جلد سے جلد اردو گھر کی تعمیر کے لیے جگہ فراہم کی جائے اور تعمیری فنڈ جاری کرتے ہوئے اردو بھون کی تعمیر کے مطالبے کو پورا کیا جائے۔ مجلس اردو ادب ٹرسٹ بلگام کے ذمہ دار اور معروف شاعر مشتاق علی گوہر نے کہا کہ اردو بھون کی تعمیر اس وقت تک نہ ہوگی جب تک ہم مسلسل جد و جہد اور احتجاج نہ کریں گے۔ اردو کی سرگرمیوں کے لیے اردو گھر کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے اور حکومت سے اس کی تعمیر کا مطالبہ ہمارا دستوری حق ہے۔ ارسلان اردو اکیڈمی کے صدر جناب شریف احمد شریف نے کہا کہ اردو والوں کو صرف استعمال کیا جاتا ہے لیکن اردو زبان کے لیے کوئی کام حکومت نہیں کر رہی، اس پر ستم یہ کہ اردو اکیڈمی کے فنڈ میں بھی کٹوتی کی جا چکی ہے، ہمیں اب خاموشی سے اردو پر ہوتا ظلم نہیں سہنا ہے بلکہ اتحاد کے ساتھ اپنی زبان کی ترقی اور اشاعت کے لیے آگے بڑھنا ہے۔

اک دیا اور بجھا

کٹک (اڑیسہ)۔ اڑیسہ میں اردو کی پی ایچ ڈی ڈگری پانے والی پہلی خاتون اسکالر، افسانہ نگار، مترجم اور اڑیسہ کے کئی کالجوں میں شعبہ اردو کی سابق صدر ڈاکٹر ایم نسیمہ بیگم کا ۲۶ دسمبر ۲۰۱۳ء کو کٹک (اڑیسہ) میں انتقال ہو گیا اور ۲۷ دسمبر کو قدم رسول، کٹک کے قبرستان میں مدفون ہوئیں۔ پس ماندگان میں شوہر (ریٹائرڈ سرجن ڈاکٹر)، ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ یہ اطلاع ہمیں پروفیسر کرامت علی کرامت (کٹک) نے دی ہے۔ ڈاکٹر ایم نسیمہ بیگم اڑیسہ کے کئی کالجوں میں اردو درس و تدریس کی خدمت انجام دے کر چند سال ہوئے ریڈر کی حیثیت سے اپنی سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو چکی تھیں۔ مرحومہ بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن اڑیسہ، کٹک، کونسل آف ہائر سکنڈری ایجوکیشن اڑیسہ، بھوبنیشور، اڑیسہ اسٹیٹ بورڈ آف مدرسہ ایجوکیشن کی سلیبس کمیٹی، بورڈ آف اسٹڈیز اور مادریشن بورڈ کے ممبر کی حیثیت سے خدمت انجام دیتی رہی تھیں۔ مرحومہ کے زیر نگرانی اتکل یونیورسٹی سے دو اسکالر اردو میں ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں۔ انھوں نے اڑیا کے متعدد افسانوں کی اردو میں اور اردو کے نمائندہ افسانوں کا اڑیا میں ترجمہ کر کے بین الثقافتی ہم آہنگی کے سلسلے میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے یہ ترجمے متعدد رسائل کے علاوہ کتابی شکل میں بھی چھپ چکے ہیں۔ ان کا ایک طبع زاد افسانوی مجموعہ بھی چھپ کر مقبول ہوا ہے۔ اڑیسہ اردو اکادمی کے جنرل کاؤنسل کی ممبر رہ چکی ہیں۔ علاوہ ازیں اس اکادمی کی جانب سے اڑیا اردو ڈکشنری کی تالیف و تدوین کے سلسلے میں ان کی بیش بہا خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

ادارہ 'ہماری زبان' مرحومہ کے لیے مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔ (ادارہ)

کرناٹک اردو ٹیچرس ویلفیئر ایسوسی ایشن کے جنرل سکریٹری جناب امان اللہ تھانوی نے کہا کہ اب اردو گھر کی تعمیر کر کے ہی دم لینا ہے، یہ کام چند لوگوں کا نہیں بلکہ اس میں اردو کے چاہنے والے ہر ایک فرد کو حصہ ہو کر اپنا رول ادا کرنا ہے۔

(سالار۔ بنگلور)

نئی کتابیں

تبصرے کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب : ڈرامے بازیاں
مصنف : ڈاکٹر چرن داس سدھو
ضخامت : ۱۳۶ صفحات
قیمت : ۱۵۰ روپے
ملنے کا پتا : کتابی دنیا، 1955، گلی نواب مرزا، محلہ قبرستان، ترکمان گیٹ، دہلی۔6
تبصرہ نگار : ایم رحمٰن (دہلی)
mrahmandelhi@yahoo.com

زیر نظر کتاب 'ڈرامے بازیاں' ڈاکٹر چرن داس سدھو کی ایک ایسی تالیف ہے، جہاں تجربہ پسندی، معروضیت، تحریروں میں پیچ در پیچ استدلالی انداز اور فکر انگیز پیرایۂ بیان اختیار کیا گیا ہے وہیں اساطیری ادب اور طلسماتی داستانوں اور روزمرہ کی زندگی میں آنے والے مسائل کو ڈرامے کے کرداروں سے اجاگر کیا گیا ہے۔ دیباچہ نہایت ہی مختصر ہے، مگر قابل توجہ ہے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

"اس کتاب کے مضمون میں نے بیس بائیس سال کے عرصے کے دوران لکھے تھے۔ ان اٹھارہ میں دو باتیں سانجھی ہیں۔ پہلی، یہ ہمارے ناٹک کے تھیٹر کے بارے میں ہیں۔ دوسری، سارے کے سارے مضمون کسی ادارہ یا کسی سیانے یا دوست کے کہنے پر لکھے گئے تھے۔ ان مضمونوں کو میں نے گلے کا پھندا اتارنے کے لیے نہیں لکھا تھا۔ ایک بار جو میں نے ہاں کہہ دی، مضمون شروع کر دیا، تو اس کے ساتھ اپنی سوچ اور سمجھ بوجھ کے مطابق انصاف کیا۔"

ڈاکٹر چرن داس سدھو نے اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ 'اپنی کلا بازیاں' مندرجہ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے۔

۱- اردو ڈراما نگاری کی مشکلیں اور ایک حل'، ۲- میں ڈراما نویس: پیغمبر یا بھولی افواہ؟ ۳- 'سچائی کی تلاش: میرا کالج میں پڑھانا'، ۴- 'میرا ڈراما کیسے بنتا ہے؟' ۵- 'میرے ناٹکوں میں لوک کلاؤں کا استعمال'، ۶- 'خراب پیش کاریوں سے میں نے کیا سیکھا؟'، ۷- 'کانی کلا کو دو آنکھوں والی کیسے بنائیں؟'، ۸- 'میرے ناٹکوں کا نویلا پن'۔

دوسرا حصہ 'دوسرے ہنروں کی چند بازیاں': ۹- 'گرکشن سنگھ پریت لڑی کے ناٹکوں میں دھرم کا تصور'، ۱۰- 'ڈراما نگار ہری بھجن سنگھ'، ۱۱- 'کپور سنگھ گھمن کے پگل لوگ'، ۱۲- 'پنجاب کے رنگ منچ کے سنگ میل'، ۱۳- 'ابراہیم القاضی کا فن ہدایت کاری'، ۱۴- 'بے اینی کوشل کا میرے تھیٹر کو یوگدان'، ۱۵- 'تھیٹر پر فقروں کی اہمیت: دو گھٹی میڈیا پروگرام'، ۱۶- 'کیا رنگ کرمی شودر ہوتے ہیں؟ دلتوں کی کلا کو دین'۔

کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھ مضمون دراصل ڈاکٹر چرن سنگھ سدھو کی آپ بیتی کو درشاتی ہیں۔ جب جیسا دیکھا حق بیانی سے کام لیا ہے۔ یہ بھی کہنا غلط نہیں ہوگا کہ سدھو کمرشل کھوٹی بنانے میں انسانیت کی بقا چاہتے ہیں۔ اس میں اس فنکار کی ناٹک سے والہانہ عشق اور رشتوں کا ذکر ہے۔ 'سچائی کی تلاش: میرا کالج میں پڑھانا' ان کے من پسند سبجیکٹ ہیں جو انھیں محبوب ہیں۔

دوسرے حصے میں آٹھ مضمون درحقیقت بیسویں صدی کے ڈراما نگاروں کے بارے میں ہیں اور چار مضمون پنجاب کے ناٹک کی پوری صدی پر محیط ہے۔

ڈاکٹر موصوف کے علمی و ادبی کارناموں کی بنیاد پر انھیں ملک اور بیرون ملک میں عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کا ذہن وسیع اور روشن ہے۔ ایک لمبی عمر کا تحقیقی سرمایہ اپنے عہد کے ناٹکوں کے مداحوں کے نام نذر کر دی ہے۔ ان کا طرز بیان منفرد ہے، کہانی کا مقصد ہے کہ وہ قاری کے دماغ میں دیدار ہو اور وہاں تادیر رہے بھی وہ چاہتے ہیں جس میں موصوف یقیناً کامیاب نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر چرن داس سدھو ایک ایسے فن کار ہیں جو تحقیق کے نئے نئے دریچوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہی خوبی ان کے کلا اور قلم کی ہے۔ شرط وفا یہ ہے کہ اس انمول کتاب کو پڑھا جائے۔ یقیناً اس کتاب کی پذیرائی ہوگی۔

●●●

نام کتاب : ادب اطفال اور کہانی
مصنف : ڈاکٹر محمد نظام الدین
ضخامت : ۲۸۰ صفحات
قیمت : ۱۳۲۰ روپے
ملنے کا پتا : کرناٹک اردو اکادمی، کنڑا بھون، جے سی روڈ بنگلور-۵۶۰۰۰۲
تبصرہ نگار : امجد جاوید (گلبرگہ)

تحقیق صرف زبان و ادب کی یادوں اور صحت مند صورت حال کی بازیافت ہی نہیں بلکہ زبان و ادب کی ترقی و ترویج، استحکام اور اس کی شناخت کی پائیدار ضمانت بھی ہے۔ معیاری تحقیق جہاں زبان و ادب کی صحیح صورت حال کی عکاسی کرتی ہے وہیں اس کی گراں قدر ادبی و لسانی اقدار کے تعین کے علاوہ حال اور مستقبل کے راہوں کی نشان دہی بھی کرتی ہے۔

معروف ادیب اور محقق ڈاکٹر محمد نظام الدین نے زیر نظر تحقیقی کتاب 'ادب اطفال اور کہانی' ڈاکٹر حشمت فاتحہ خوانی کی زیر نگرانی تصنیف کی ہے جو کرناٹک اردو اکادمی کے مالی تعاون سے منظر عام پر آئی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے میں میری ذاتی دل چسپی کی اہم وجہ یہ تھی کہ اس کا عنوان تحقیق کا متقاضی ہے۔ دنیا کی ہر بڑی اور ترقی یافتہ زبانوں میں بچوں کی کہانیوں کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے کیوں کہ کہانیاں ہی سوچ و فکر کی طرف راغب کرتی ہیں اور سوچ و فکر سے ہی قوموں میں ترقی کا رجحان پیدا ہوتا ہے اور ایک اچھا سچا معاشرہ اور صحت مند تہذیب جنم لیتی ہے۔

ترقی یافتہ قومیں اپنی آنے والی نسلوں کی فکر کو ایک نئی جہت اور مزاج کو صحیح سمت عطا کرتی ہیں۔ یہی نسلیں آگے چل کر زبان و ادب کو نہ صرف فروغ دیتی ہیں بلکہ شناخت سے بھی ہمکنار کرتی ہیں۔ اردو ادب اطفال کی موجودہ صورت حال کا اگر جائزہ لیا جائے تو حالات انتہائی ناگفتہ بہ ہیں۔ اب بچے نہ اپنی نانی دادی سے کہانیاں سنتے ہیں اور نہ ہی انھیں ایسی کہانیاں پڑھنے کے لیے مہیا کی جا رہی ہیں، جن سے ان کے دل و دماغ کو تسلی ملے اور نہ ہی اساتذہ انھیں ایسی کہانیاں پڑھانے کے تئیں دل چسپی رکھتے ہیں۔

مذکورہ تناظر میں ڈاکٹر محمد نظام الدین نے ایک عمدہ اور اہم کام کو سر انجام دیا ہے۔ اس اہم کام میں تحقیق کے لیے جتنے عناصر ضروری ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کتاب کا دیباچہ معروف ماہر تعلیم اور ادیب ڈاکٹر وہاب عندلیب اور پیش لفظ ڈاکٹر حشمت فاتحہ خوانی نے تحریر فرمایا ہے اور مصنف نے 'اپنی بات' میں اردو ادب اطفال پر مختصر مگر جامع روشنی ڈالی ہے۔

پہلا باب 'ادب اطفال میں کہانی کا پس منظر' ہے، جس میں انھوں نے روانی اور سلاست کے ساتھ دنیا کی مختلف زبانوں کے حوالے دیتے ہوئے اپنے موضوع کو استحکام بخشا ہے۔

دوسرے باب میں کہانی کی ماہیت و فن کا احاطہ کیا گیا ہے، جس میں کہانی کے فن اور اس کی ماہیت پر بحث کی گئی ہے۔ قاری کو دوران مطالعہ نہ صرف نئی نئی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے بلکہ بہت ساری معلومات اس کے علم کے اضافے کا باعث بھی بنتی ہیں۔ اپنی بات کی استناد کے لیے انھوں نے انشاء اللہ خاں انشا کی کتاب 'رانی کیتکی' کے بیشتر حوالے دیے ہیں جو ۱۸۰۳ء میں تصنیف کی گئی تھی جو بچوں کے ادب میں یقیناً سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔

باب سوم 'کہانی کی اقسام و روایت' میں بڑی محنت، لگن اور عرق ریزی کے ساتھ موضوع سے بھرپور انصاف کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس باب میں انھوں نے کہانیوں کے مختلف موضوعات کو ان کی بہتر صورت میں تقسیم کی ہے جیسے داستان یا قصوں سے ماخوذ کہانیاں، اساطیری داستانوں سے ماخوذ کہانیاں، روایتی قصوں سے ماخوذ کہانیاں، طلسمی کہانیاں، پریوں کی کہانیاں، مترجم کہانیاں، باتصویر کہانیاں، مذہبی کہانیاں، اخلاقی کہانیاں، تاریخی کہانیاں، جدید کہانیاں، سائنسی کہانیاں، معلوماتی کہانیاں، تفریحی کہانیاں، تجسسی یا مہماتی کہانیاں، مزاحیہ کہانیاں، کہاوتوں کی کہانیاں اور چھوٹی چھوٹی کہانیاں۔ یہاں بھی بچوں کے ادب کا اگر بہ غور جائزہ لیا جائے تو یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ان کہانیوں کا مرکز و محور بہر صورت حیرت و استعجاب ہی ہوا کرتا ہے...

باب چہارم 'ادب اطفال میں کہانی کا تنقیدی جائزہ' ہے۔ اس باب میں انھوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ انصاف کرنے کی سعی کی ہے۔ کیوں کہ بچوں کے ادب کو اعلا تنقیدی معیارات سے جانچا نہیں جا سکتا۔ اس لیے کہ کہانی کی بنیاد تحیر العقول واقعات پر ٹکی ہوتی ہے۔ بچہ کمسنی میں دنیا کو قدم قدم پر بڑے عجیب ڈھنگ سے دیکھتا ہے اور اس میں حیرت و استعجاب اور جستجو کی للک قدم قدم پر عود کر آتی ہے۔ اس کی جبلت کے پرت لفظ بہ لفظ کھلنے لگتے ہیں۔ بچہ نا واقف سے واقف کی طرف اپنا سفر شروع کرتا ہے اور وہ اپنے تخیلات سے حقیقت کی طرف جست بھرتا ہے اور رفتہ رفتہ گرد و نواح کے واقعات، ماحول اور ان سے جڑی تمام چیزوں کا ادراک حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور خود کو ایک نئے روپ میں ڈھالنے کی پیہم کوشش اور جستجو کرتا ہے، لہٰذا بچوں کے ادب کو بڑوں کے ادب کے تناظر میں دیکھنا صحیح نہیں ہے۔ اور فاضل محقق نے مختلف دلائل کے ساتھ بڑی سلاست سے اس کی طرف کامیاب اشارے کیے ہیں۔ آخری باب پنجم میں ادب اطفال کی شاہکار اور نمائندہ کہانیوں کے انتخاب کے ساتھ ساتھ ان کے تجزیے بھی پیش کیے ہیں۔

ایک بات یہاں کہنا از بس ضروری ہے کہ معیاری، مستند اور اچھی تحقیق کے لیے اچھا نگران کار بھی بہت ضروری ہے۔ انھیں ڈاکٹر حشمت فاتحہ خوانی جیسا بار یک بین، سنجیدہ، انسان دوست اور زبان و ادب کے تئیں ایماندار اور صحیح رہنمائی کرنے والی شخصیت کی نگرانی حاصل رہی، جو نہ صرف محققین کی اچھی رہنمائی فرماتے ہیں بلکہ وہ خود بھی ایک اچھے نقاد، شاعر و ادیب بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیر نظر کتاب اردو ادب اطفال میں یقیناً بیش قیمتی اضافہ ہے۔ امید کہ یہ کتاب مستقبل میں ادب اطفال کے محققین کے لیے علم و آگہی کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

●●●

بقیہ: بین الاقوامی غالب سیمینار...

صفحہ ۸ سے آگے

جاوید کی تقریر میں نظریاتی جبر اور سماجی سروکار خاص طور پر زیر بحث رہی۔ اس اجلاس کا آخری مقالہ پروفیسر ارتضیٰ کریم نے مجاز کے شعری مجموعے 'آہنگ' کے مختلف اشاعتوں کے تعلق سے پیش کیا۔ 'آہنگ' کی مختلف اشاعتوں میں متن کی خامیوں کی طرف بھی اشارہ کیا۔ پروفیسر معین الدین جینابڑے نے اپنی صدارتی تقریر میں 'آہنگ' کی مختلف اشاعتوں اور اس کی تدوین کے تعلق سے پڑھے گئے پرچے کو تدوین متن کے سیاق میں اہم قرار دیا۔ انھوں نے سردار جعفری کی سماجی زندگی اور تخلیقی زندگی کو الگ الگ سمجھنے کی کوشش کی۔ پروفیسر شفیق اللہ نے ترقی پسند تنقید کو روایتی تنقید کا ہی حصہ قرار دیا۔ دوسرے دن کا آخری اجلاس جناب انور معظم اور ڈاکٹر تو قیر احمد خاں کی صدارت میں ہوا۔ اس میں جناب آصف اعظمی، ڈاکٹر عمیر منظر، ڈاکٹر احمد محفوظ، جناب زبیر رضوی اور ڈاکٹر شمیم لال ڈاکر نے مقالے پیش کیے۔ اجلاس کے آخر میں شرکا نے پیش کیے گئے پرچوں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ چوتھے اجلاس کے اختتام کے بعد ایوانِ غالب کے آڈیٹوریم میں پاکستان کی مشہور شاعرہ کشور ناہید کی صدارت میں عالمی مشاعرے کا انعقاد ہوا جس میں ملک اور بیرون ملک کے معروف شعرا نے شرکت کی۔ مشاعرے کی نظامت کے فرائض معین شاداب نے انجام دیے اور مہمان خصوصی کی حیثیت سے جناب اسعد رضا اور جناب شکیل حسن شمسی موجود تھے۔

تیسرے دن کا پہلا اجلاس

بین الاقوامی غالب سیمینار کے تیسرے دن کے پہلے اجلاس میں پانچ مقالے پڑھے گئے۔ ڈاکٹر مولا بخش، ڈاکٹر صغیر افراہیم، پروفیسر علی احمد فاطمی اور مرزا حامد بیگ نے سردار جعفری اور ترقی پسند شعری روایت کے تعلق سے اپنے مقالے پیش کیے۔ پہلے جلسے کی صدارت پروفیسر عبدالحق اور ڈاکٹر ناصر عباس نیر نے کی۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر ندیم احمد نے انجام دیے۔ اس جلسے کے مہمان خصوصی ڈاکٹر عقیل نے سردار جعفری کے تعلق سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ چائے کے وقفے کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ اس جلسے میں سات مقالے پڑھے گئے۔ ڈاکٹر سرورالہدیٰ نے سردار جعفری کی کتاب 'ترقی پسند ادب' کو نئے زاویے سے پڑھنے کی کوشش کی۔ انھوں نے کتاب میں موجود بعض بنیادی پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا اور اس کتاب کی نثر کو سردار جعفری کا کارنامہ قرار دیا۔ خالد علوی صاحب نے سردار جعفری پر ہونے والے اعتراضات کے مثبت اور منفی پہلوؤں کی جانب اشارہ کیے اور ایک حد تک انھیں رفع کرنے کی کوشش کی۔ پروفیسر قاضی جمال حسین نے ترقی پسند ادب کا تصور حسن کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا۔ انھوں نے حسن کی تفہیم تقابلی، حافظ، سودا اور مجنوں کے افکار سے کرنے کی کوشش کی۔ پاکستانی اسکالر ناصر عباس نیر نے سردار جعفری کی فکری اور تنقیدی رویے کو نوآبادیاتی تصور میں دیکھنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں انھوں نے سردار جعفری کے تنقیدی جذبے کو دو جذبی رجحان کا نام دیا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ سردار جعفری کے یہاں کوئی بنیادی تبدیلی تو نہیں آئی مگر انھوں نے اجتہاد کا رویہ ترک نہیں کیا۔ لندن سے آئے اسکالر ضیاء الدین احمد شکیب نے سردار جعفری سے اپنے تعلقات اور ملاقاتوں کا خوشگوار انداز میں ذکر کیا، یادداشت اور ماضی کی یادوں کے سہارے انھوں نے سردار جعفری کی زندگی، شاعری اور ترقی پسند فکر کو نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ پروفیسر شمیم حنفی نے اپنے صدارتی کلمات میں چند نکات پیش کیے اور یہ درخواست کی کہ نئے طالب علموں کو ان نکات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس اجلاس کی صدارت پروفیسر صدیق الرحمن قدوائی اور پروفیسر شمیم حنفی نے کی۔ ڈاکٹر ندیم راشد نے نظامت کے فرائض انجام دیے۔ محترمہ کشور ناہید مہمان خصوصی کی حیثیت سے اس اجلاس میں شریک ہوئیں۔ تیسرا اجلاس پروفیسر وہاج الدین علوی اور کشور ناہید کی صدارت میں لنچ کے بعد شروع ہوا۔ اس جلسے کی نظامت شگفتہ یاسمین نے کی اور مہمان خصوصی کی حیثیت سے مرزا حامد بیگ شریک ہوئے۔ اس جلسے میں چار مقالے پڑھے گئے۔ ڈاکٹر عمر رضا نے سردار جعفری کی فکری ارتقا کو ان کی مختلف تحریروں اور کتابوں کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی اور سردار جعفری کو ایک ارتقا پذیر شخصیت کا نام دیا۔ ابوظہیر ربانی نے بھی سردار جعفری کی ذہنی اور فکری تناظر کو ان کی کتابوں میں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر محمد کاظم نے 'سردار جعفری کے ڈراموں میں نسوانی کردار' کے عنوان سے اپنا پرچہ پیش کیا۔ انھوں نے اسٹیج ڈراموں میں موجود نسوانی کرداروں سے بحث کی اور سردار جعفری کی کردار نگاری اور زبان و بیان کو خاص طور پر قابل ذکر قرار دیا۔ پروفیسر ابن کنول نے مشہور ترقی پسند شاعر مخدوم محی الدین کی شاعری اور شخصیت سے بحث کی اور انھیں ایک قد آور قرار دیا۔ پروفیسر انیس اشفاق نے سردار جعفری کی مرتبہ دیوان میر کو اپنا موضوع بنایا اور اس کے دیباچے پر مفصل گفتگو کی۔ چائے کے وقفے کے بعد اختتامی اجلاس شروع ہوا جس میں بیرون ملک سے آئے تمام اسکالروں نے سیمینار اور غالب انسٹی ٹیوٹ کی خدمات کا اعتراف کیا اور اپنے مشوروں سے نوازا۔ اس نشست میں پروفیسر خواجہ اکرام، پروفیسر اختر الواسع نے مختصر طور پر سیمینار کی کامیابی پر انسٹی ٹیوٹ کو مبارک باد پیش کی۔ پروفیسر صدیق الرحمن قدوائی نے تمام مہمانوں، ریسرچ اسکالروں اور مقالہ نگاروں کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے انسٹی ٹیوٹ کے کارکنان کی ہمت اور حوصلے کی داد دی اور انھیں قابل مبارک باد قرار دیا کہ کسی بھی سیمینار کی کامیابی کا انحصار اس کے انتظامی عملے پر ہوتا ہے۔ اس جلسے کی نظامت انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر سید رضا حیدر نے انجام دی اور آخر میں شاہد ماہلی نے تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا۔ اختتامی اجلاس کے بعد ایوان غالب کے پرشکوہ آڈیٹوریم میں کرشن چندر کا مشہور ڈرامہ 'ایک تھی سڑک' کنارے، راجیش سنگھ کی ہدایت میں ہم سب ڈرامہ گروپ اور بہروپ آرٹس گروپ نے اسٹیج کیا۔

☆☆☆

انجمن ترقی اردو (ہند) کی چند مطبوعات

ترقی پسند ادب	علی سردار جعفری	۳۰۰/=
دتی کی درگاہ شاہ مرداں	خلیق انجم	۲۰۰/=
پہلا ورق (ہندی اردو ادب کے منتخب ادوار پے) انتخاب و ترتیب	اسلم پرویز، شمس الحق عثمانی، محمد فیروز دہلوی	۳۰۰/=
راس مسعود	حکیم سید ظل الرحمن	۲۵۰/=
بیکل	اطہر فاروقی	۲۲۰/=
سیرت فریدیہ (سرسید کے نانا خواجہ فرید الدین احمد خاں اور دیگر افراد خاندان کے حالات) مصنف: سرسید احمد خاں، مرتب: خلیق انجم		۱۵۰/=
ہندستان میں اردو و سیاست کی تفہیم نو	اطہر فاروقی	۲۹۰/=
انقلاب: ایک تاریخ، ایک تہذیب کی کہانی	عابد اللہ غازی	۸۵/=
بیکٹھ پال (دو ایاتی آموزی پنجابی طویل ڈرامہ)	ڈاکٹر مظفر الدین فاروقی	۱۲۰/=
دوکان شیشہ گراں (کتابیں اور لوگ)	شمیم حنفی	۲۰۰/=
دلی کے محاورے	سید ضمیر حسن دہلوی	۱۰۰/=
مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا	خلیق انجم	۲۳۰/=
غالب تحقیق	جاوید رحمانی	۱۱۰/=
حسن سقاوان کی دلی اور بہادر شاہ ظفر	اسلم پرویز	۱۵۰/=
آزاد ہندستان میں اردو زبان، تعلیم اور صحافت	اطہر فاروقی	۱۶۰/=
ہندستان میں فکری و تہذیبی اصلاح کا آغاز اور ماسٹر رام چندر	صدیق الرحمن قدوائی	۱۸۰/=
The Court of Indar (اندر سبھا) (سید آغا حسن امانت)	افروز تاج	۳۰۰/=
اردو ہے جس کا نام (رباعیات کا مجموعہ)	امیر چند بہار	۱۱۰/=
پریم چند گھر میں (شیو رانی دیوی)	مترجم: سید حسن منظر	۳۰۰/=
ادب کی سماجیات: تصور اور تعبیر (میکیر پوٹرے)	مترجم: سرورالہدیٰ	۲۰۰/=
دلی کے مسلمان دانشور (انیسویں صدی) مصنف: مشیر الحسن	مترجم: مسعود الحق	۲۷۵/=
گفتگو ان کی	اطہر فاروقی	۱۵۰/=
جہان اقبال	عبدالرحیم خاں	۷۵/=
کرشن چندر کے ناولوں کا تنقیدی مطالعہ (سیاسی اور سماجی پس منظر میں)	ڈاکٹر عبدالسلام صدیقی	۸۵/=
ہم سفروں کے درمیان	شمیم حنفی	۱۵۰/=
ڈاکٹر بشیر بدر کی شاعری (دیوتا گری)	ڈاکٹر انجم بارہ بنکوی	۶۰/=
محقق غالب کالی داس گپتا رضا	محمد عارف خاں، ثاقب صدیقی	۸۰/=
ہماری رسمیں	ڈاکٹر نریش	۸۵/=
خواجہ غلام السیدین	پروفیسر آل احمد سرور	۲۲۰/=
خواجہ غلام السیدین (مضامین اور تقریریں)	خلیق انجم	۱۰۰/=
اقبال یورپ میں	ڈاکٹر سعید اختر درانی	۲۵۰/=
دیوان بیان (احسن اللہ خاں بیان)	ارجمند آرا	۱۵۰/=
نوادر اقبال یورپ میں	ڈاکٹر سعید اختر درانی	۱۳۰/=
بھگود گیتا (اردو منظوم)	شان الحق حقی	۷۰/=
جگنوؤں کی دنیا	قرۃ العین حیدر	۶۰/=
انتخاب جدید (۱۹۱۳ء تا ۱۹۳۲ء)	آل احمد سرور، عزیز احمد	۱۲۰/=
مصطفات نعمی (علی اکبر الہ آبادی)	رشید حسن خاں	۱۲۰/=
انتخاب عزیز لکھنوی	خلیق انجم	۳۰/=
انتخاب فراق گورکھپوری	انجمن ترقی اردو (ہند)	۳۰/=

غالب انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام منعقدہ سہ روزہ (۲۷ تا ۲۹؍دسمبر ۲۰۱۳ء)

بین الاقوامی غالب سمینار

نئی دہلی (پریس ریلیز)۔ غالب انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام بین الاقوامی غالب سمینار کی افتتاحی تقریب ۲۷ دسمبر کو شام چھ بجے منعقد کی گئی جس میں جناب کپل سبل (مرکزی وزیر) کے دست مبارک سے غالب انعامات کی تقسیم عمل میں آئی۔ اس موقع پر عہد حاضر کے معروف نقاد پروفیسر ابوالکلام قاسمی کو غالب انعام برائے اردو تحقیق و تنقید، فارسی کے ممتاز اسکالر پروفیسر چندر شیکھر کو فخرالدین علی احمد غالب انعام برائے فارسی تحقیق و تنقید، مشہور افسانہ نگار جناب سلام بن رزاق کو غالب انعام برائے اردو نثر، معروف شاعر جناب مصحف اقبال توصیفی کو غالب انعام برائے اردو شاعری اور ملک کے اہم ڈرامہ نگار جناب اقبال نیازی کو ہم سب غالب انعام برائے اردو ڈرامہ سے نوازا گیا۔

غالب انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری پروفیسر صدیق الرحمن قدوائی نے کہا کہ آج علی سردار جعفری کو یاد کرنا گویا اردو کی روشن خیالی کی روایت سے روبرو ہونا ہے اور یہ روایت ہمارے ملک کی تہذیبی اور تہذیبی زندگی کی ایک پہچان بھی ہے۔ ان کی تمام تحریروں میں اقدار آدم کے احترام کا جذبہ موجود ہے۔ وہ پوری زندگی ایک فکر کے ساتھ سرگرم عمل رہے جسے ہم انسانیت کا نام دے سکتے ہیں۔

ممتاز ادیب و دانشور پروفیسر شمیم حنفی نے بین الاقوامی غالب سمینار جو "ترقی پسند شعری روایت اور علی سردار جعفری" کے موضوع پر منعقد کیا گیا، اس کا افتتاح اپنے کلیدی خطبے سے کیا۔ پروفیسر شمیم حنفی نے فرمایا کہ علی سردار جعفری اُن چند لوگوں میں ہیں جن کی نگاہ اپنی ادبی اور تہذیبی روایت پر بہت گہری تھی۔ ان کے بارے میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کہی جا سکتی ہے کہ انھوں نے روایت کے گہرے مطالعے کے بعد اپنے لیے ان عناصر کا انتخاب کیا جو ترقی پسند فکر کو استحکام عطا کر سکتے تھے۔ ان کی نثر کا ایک اپنا جادو ہے وہ لوگ بھی جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں انھیں بھی سردار جعفری کی نثری قوت کا احساس ہے اور مجموعی طور پر پورا ادبی معاشرہ ان کی خدمات کا معترف ہے۔ اس بات کا لحاظ بھی رکھا جانا چاہیے کہ علی سردار جعفری کی کئی حیثیتیں ہیں اور ان حیثیتوں کے درمیان اشتراک کا پہلو بھی ہو سکتا ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی ہر ادبی حیثیت پر الگ الگ گفتگو کی جائے تاکہ ان کے امتیازات کی نشان دہی ہو سکے۔

غالب انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر سید رضا حیدر نے افتتاحی تقریب کی نظامت کرتے ہوئے غالب انسٹی ٹیوٹ کی سالانہ کارکردگی اور ادبی سرگرمیوں کی تفصیلات اور مہمانوں کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ ادارہ اپنے علمی ادبی، تہذیبی اور ثقافتی سرگرمیوں کی وجہ سے نہ صرف ہندستان میں بلکہ پوری دنیا میں جانا جاتا ہے۔ انھوں نے موضوع کے تعلق سے علی سردار جعفری کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ علی سردار جعفری نے ہمیشہ اپنی شاعری کے ذریعے سے انصاف اور آزادی پر زور دیا۔ انھوں نے اپنی شاعری میں اس عالمگیر حسن کو پیش کیا ہے جو تمام اختلافات کے باوجود مشترک بھی ہے۔ آج کی دنیا کو شاید پہلے سے کہیں زیادہ علی سردار جعفری کے افکار و خیالات کی ضرورت ہے۔

مرکزی وزیر جناب کپل سبل کے دست مبارک سے غالب انسٹی ٹیوٹ کی شائع کردہ نئی مطبوعات 'حسرت موہانی۔ حیات و خدمات'، 'دیوان امداد امام اثر' مرتبہ ڈاکٹر سرورالہدیٰ، 'غالب اور عہد غالب' مرتبہ پروفیسر صدیق الرحمن قدوائی، شاہد ماہلی اور ڈاکٹر رضا حیدر، اور 'غالب نامہ' کے دو اہم شماروں کی رسم اجرا بھی عمل میں آئی۔

سمینار کی افتتاحی تقریب کے اختتام پر معروف غزل سنگر جناب امریش مشرا (مسیحی) نے غالب کی غزلیں پیش کیں۔

سمینار کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس

بین الاقوامی غالب سمینار کے دوسرے دن کے پہلے اجلاس میں مشہور شاعر جناب مصحف اقبال توصیفی اور پاکستان کے معروف ادیب و دانشور ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے صدارت کی۔ پہلا مقالہ ڈاکٹر عطاء اللہ سنجری کا تھا۔ انھوں نے علی سردار جعفری کی شاعری کا تقابل کیرل کے شاعروں سے کیا۔ ان میں موجود مماثلت اور اختلافات کو دلائل کے ساتھ اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ دوسرا مقالہ ڈاکٹر صالحہ زرین کا تھا انھوں نے سردار جعفری کی غزلیہ شاعری کے اہم پہلوؤں کی جانب اشارہ کیا۔ تیسرا مقالہ اردو کے معروف نقاد پروفیسر ابوالکلام قاسمی نے پیش کیا انھوں نے سردار جعفری اور مارکسی جمالیات کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کی کوشش کی۔ سردار جعفری کے یہاں جمالیات کا جو تصور رہا ہے اس سے مارکسی جمالیات کتنی مماثلت رکھتا ہے اس جانب انھوں نے کچھ اشارے کیے۔ چوتھا مقالہ قاضی عبیدالرحمن ہاشمی کا تھا، انھوں نے سردار جعفری کی تنقید نگاری سے بحث کی۔ اس جلسے کی نظامت ڈاکٹر ممتاز عالم نے کی اور مہمان خصوصی کی حیثیت سے جناب انیس اعظمی موجود تھے۔

دوسرا اجلاس جناب سید شاہد مہدی اور ڈاکٹر ضیاءالدین احمد شکیب کی صدارت میں انجام پایا۔ اس اجلاس میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے پاکستان کے مشہور اسکالر ناصر عباس نیر نے شرکت کی۔ اس میں پانچ مقالے پڑھے گئے۔ پہلا مقالہ جاوید رحمانی نے سردار جعفری کی ترقی پسند ادب کے حوالے سے پیش کیا۔ انھوں نے سردار جعفری کے یہاں فکری لچک نہ ہونے کی شکایت کی۔ کشور ناہید نے پاکستان میں ترقی پسند تحریک کی تاریخ اور وہاں کی سیاست اور ادبی سرگرمیوں سے بحث کی۔ یہ بھی بحث کی داستان اور ادب پر سنسر بورڈ کی مار کو خاص طور سے ذکر کیا۔ ڈاکٹر سید تقی عابدی نے ترقی پسند تحریک کو از کار رفتہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ تحریک تو آج بھی قائم ہے لیکن تنظیم ختم ہو چکی ہے۔ انھوں نے فیض اور جوش کے حوالے سے ترقی پسند شاعری کا محاکمہ کیا اور اس ضمن میں سردار جعفری کی انفرادیت کو ان کے مرثیہ کے روشنی میں واضح کیا۔ انور معظم صاحب نے ترقی پسند تحریک، ترقی پسند شاعری اور ترقی پسندی کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا جس میں انھوں نے ترقی پسند تحریک کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے کی کوشش کی۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے اپنا مقالہ علی سردار جعفری کے خطوط کی روشنی میں تحریر کیا تھا۔ اپنے صدارتی خطبے میں جناب ناصر عباس نیر نے ترقی پسند تحریک اور مارکسی تنقید کو الگ الگ کر کے دیکھنے کی سفارش کی۔ انھوں نے ترقی پسند جمالیات اور مارکسی جمالیات سے بھی بحث کی۔ جناب شاہد مہدی نے سردار جعفری کے تعلق سے لکھے جانے والے کسی بھی فیصلے کو وجہ بذری قرار دیا۔ اس جلسے میں مرزا حامد بیگ کی کتاب 'اردو افسانے کی روایت' کا پینگوئن سے شائع ایڈیشن کی رونمائی ہوئی۔ اس اجلاس کی نظامت ڈاکٹر مشتاق صدف نے کی۔ لنچ کے وقفے کے بعد تیسرا اجلاس پروفیسر معین الدین جینابڑے اور پروفیسر عتیق اللہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس جلسے میں مہمان خصوصی کے طور پر ڈاکٹر تقی عابدی نے شرکت کی۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر اشفاق عارفی نے انجام دیے۔ پہلا مقالہ ڈاکٹر ریشم بیگم نے 'سردار جعفری کی تنقید نگاری' کے عنوان سے پیش کیا۔ اس میں انھوں نے سردار جعفری کی نظریاتی شدت پسندی کو خاص طور سے نشان زد کرنے کی کوشش کی۔ دوسرا مقالہ ڈاکٹر قمرالہدیٰ فریدی نے سردار جعفری کی کتاب 'لکھنؤ کی پانچ راتیں' کی روشنی میں سردار جعفری کی تخلیقی نثر اور اسلوب سے بحث کی۔ ڈاکٹر علی جاوید نے اپنا مقالہ پیش کرنے کے بجائے اپنے معروضات زبانی طور پر پیش کیے۔ اس میں انھوں نے سردار جعفری سے اپنے اختلافات اور اتفاقات کو پُرزور طریقے سے پیش کیا۔ ڈاکٹر علی

(بقیہ صفحہ پر)

مدیر: اطہر فاروقی
شریک مدیر: محمد عارف خاں
پرنٹر پبلشر: شاہد خاں — مطبوعہ: شمر آفسٹ پرنٹنگ پریس، دہلی
مالک: انجمن ترقی اردو (ہند)، اردو گھر، ۲۱۲- راؤز ایونیو، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۲
قیمت (فی شمارہ): دو روپے، سالانہ: ۸۵ روپے (بیرونی ممالک آٹھ امریکی ڈالر)
Phones: 23237212, 23237214
E-mail: hamarizaban@atuh.org
http://www.atuh.org